عبدالستار جھنگوی

امیر المؤمنین خلیفۂ بلافصل رسُول

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

انسانی تاریخ میں جن شخصیتوں کی صداقت ولیاقت کے آفتاب نے بزم ہستی میں اُجالا کیا بغض وتعصب اور جہالت و تنگ نظری کی ظلمتوں کو کافور کیا اور معاشرہ کو علم وعمل سے منور کیا۔ امیر المؤمنین خلیفۂ بلا فصل رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اُنہیں شخصیات میں سے ایک ھیں ۔ آپ کا نام نامی عبداللہ، کنیت ابوبکر ، لقب صدیق و عتیق ہے۔ صدیق عتیق سے زیادہ معروف ہے بلکہ آپ کے صدیق ہونے پر پُوری اُمت کا اجماع ہے ۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ لقب آپ کو جبرائیل امین نے دیا ۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفرِ معراج سے واپس آرہے تھے تو جبرائیل علیہ السلام سے کہا میری قوم تو میری تکذیب کرتی ہے ۔ جبرائیل نے کہا دنیا میں ابوبکر رض موجود ہیں وہ صدیق ھیں آپ کی تصدیق کریں گے ۔ بکر کا لغوی معنیٰ آگے بڑھنا ، سبقت کرنا ——— آپ نے اسلام لانے میں سبقت کی اس لئے آپ کو ابوبکر کہتے ھیں ۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں ۔ ان کو پاکیزہ خصلتوں میں ابتکار (پیش پیش ہونے) کی وجہ سے ابوبکر کہا جاتا تھا ۔ زمانہ جاھلیت ہی میں وہ اس نام سے مشہور ہو چکے تھے ۔

قبولِ اسلام : زرقانی نے شرح مواہب میں لکھا ہے کہ آپ رض حضرت خدیجہ رض کے بھتیجے حکیم بن حزام کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے ۔ اتنے میں حکیم کی لونڈی اُن کے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ آپ کی پھوپھی آج کہہ رہی تھیں کہ ان کے شوہر حضرت موسیٰ کی طرح نبی ھیں ۔ جنہیں اللہ نے بھیجا ہے ۔ یہ سُنتے ہی حضرت ابوبکر سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ معلوم کرتے ہی کہ لونڈی کا بیان صحیح تھا ، بلا تامل ایمان لے آئے ۔ رسول اللہ نے فرمایا میں نے جس کے سامنے بھی اسلام پیش کیا اُس نے کچھ نہ کچھ تردد کیا ۔ سوچا مگر ابوبکر سے جونہی میں نے ذکر کیا انہوں نے کہا اگر آپ خیر الانام ھیں تو میں آپکا غلام ہوں ۔

حضرت ابوبکر رض فطرتاً اخلاقِ حمیدہ کے مالک تھے ایامِ جاھلیت میں عفت وپاکدامنی وراست بازی سے

متصف تھے یہی وجہ ہے کہ اُس زمانہ میں دیت کی تمام رقم انہی کے پاس جمع ہوتی تھی، شراب نوشی، فسق و فجور کا اس وقت عام رواج تھا لیکن انکا دامن ان دھبوں سے کبھی داغدار نہیں ہوا۔ فیاضی، قرابت داری کا خیال، مہمان نوازی اور اس قسم کے تمام محاسن آپؓ میں پہلے سے موجود تھے۔ جب ایمان لائے تو رسول اللہؐ کی صُحبت نے ان اوصاف کو اور روشن کر دیا۔ آپ نے عالمی طاقتوں کو اسلام کی طاقت کے سامنے جھکا دیا۔ انہیں اس بات کا یقین کامل تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے دین کو ہر میدان میں فتح دے گا اسی یقین کی بدولت آپ نے ایران جیسی مضبوط سلطنت میں حملہ کرنے میں کسی قسم کا تردّد نہ کیا۔

اُمت میں سب سے افضل: آپ کی افضلیت پر اُمت کا اجماع ہے۔ آپ نے اللہ کی راہ میں دین کے لئے بے مثال ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا۔ پھر ایسے مشکل حالات میں نبی کریم علیہ السلام کا ساتھ دیا۔ جب آپ تنہا تھے یہاں تک کہ ہجرت میں بھی ساتھ دیا۔ اس طرح رسول اللہؐ سے اُن کی سب سے زیادہ رفاقت اور محبت اور دین کے لئے مخلصانہ محنت نے انہیں شرفِ افضلیت سے مشرف کیا۔

سادہ طرزِ زندگی: موٹا لباس زیب تن فرماتے تھے دسترخوان پُر تکلف نہ تھا۔ خلافت پر متمکن ہوئے تو یہ سادگی اور بڑھ گئی۔ وفات کے وقت آپؓ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ جب سے خلافت کا بوجھ مجھ پر آیا ہے میں نے معمولی سی غذا اور موٹے کپڑے پر قناعت کی ہے۔ مسلمانوں کے مال میں سے میرے پاس ایک حبشی غلام، ایک اونٹ اور ایک پرانی چادر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میری موت کے بعد یہ تمام چیزیں فاروقِ اعظمؓ کو واپس دے کر ان سے بری ہو جانا۔ ابنِ سعد نے وظیفہ کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ ان کو دو چادریں ملتی تھیں جب وہ پُرانی ہو جاتی تھیں تو انہیں واپس کر کے دوسری لیتے تھے۔

خودداری: اونٹنی پر سوار ہوتے تھے ہاتھ سے مہار گر جاتی تو اونٹنی کو بٹھا کر خود مہار اُٹھاتے لوگ کہتے: آپ نے ہمیں کیوں نہیں کہا ہم اُٹھا دیتے۔ فرماتے، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی سے کچھ نہ مانگ، ایک بار آپؐ نے فرمایا: جو شخص یہ ضمانت دے کہ کسی سے سوال نہ کرے گا میں اس کے لئے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔

ایک بار حضرت حکیم بن حزامؓ نے آپ سے سوال کیا آپؐ نے ان کا سوال پورا کیا پھر مانگا پھر دیا، انہوں نے پھر مانگا آپؐ نے پھر دیا۔ لیکن نصیحت فرمائی، اے حکیم! مال نہایت میٹھی چیز ہے جو شخص اسکو فیاض دلی کے

ساتھ لیتا ہے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور جو شخص اس کو حرص و طمع کے ساتھ حاصل کرتا ہے اس کو برکت نصیب نہیں ہوتی اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا تو ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

خشیتِ الٰہی: تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ ایک دفعہ ایک چڑیا کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگے تو کتنی خوش نصیب ہے۔ اے کاش میں بھی تیرے جیسا ہوتا۔ تو درخت پر بیٹھتی ہے پھل کھاتی ہے اور پھر اڑ جاتی ہے۔ تجھ سے حساب کتاب نہ ہوگا۔ اللہ سے خوف کا یہ عالم تھا کہ اگر کبھی کوئی معمولی بھول بھی ہو جاتی تو استغفار کرتے اور جب تک تلافی نہ کر لیتے تھے چین نہ آتا۔ اپنے تو اپنے غیر مسلم مؤرخین نے ان کی عظمت کو سلام کیا ہے چنانچہ سائمن اوکو بلے لکھتا ہے حضرت ابو بکرؓ لمبے قد کے دبلے پتلے گندمی رنگ کے اور ہلکی داڑھی والے بے باک انسان تھے آپ نے بیت المال میں کبھی روپیہ جمع نہ کیا ہر جمعہ کی رات سب سے پہلے مجاہدین میں تقسیم کرتے اور اس کے بعد محتاجوں کی امداد کرتے۔ آپ کا نیک چلن، میانہ روی اور احکامِ دین میں پابندی اور کسی حالت میں بھی ان کو فراموش نہ کرنا، ایک زریں مثال ہے۔ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اس دن سے حساب کریں جس دن سے وہ خلیفہ مقرر ہوئے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ بیت المال سے انہوں نے کیا لیا۔ مشہور مؤرخ ایچ جی ویلز نے حضرت ابو بکرؓ کی عظمت کا اعتراف اپنے مخصوص پُرتعصب انداز میں کیا ہے "تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے روحِ رواں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم —— کے جاں نثار اور حقیقی دوست ابو بکر صدیقؓ تھے۔ اگر حضرت محمد کو نئے مذہب اسلام کا دل اور دماغ کہا جائے تو حضرت ابو بکرؓ اسلام کا ایمان و عزم تھے۔ دونوں کی رفاقت اس طرح گزری کہ حضرت محمد نے جو کچھ کہا حضرت ابو بکرؓ نے سرِ تسلیم خم کر کے اسے عملی جامہ پہنایا آنحضرت کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے تبلیغ و اشاعتِ اسلام میں اس عزم و ثبات کا مظاہرہ کیا۔ جس کے سامنے پہاڑ بھی ٹل جاتے ہیں۔ آپ کی منصوبہ بندی سادہ مگر مؤثر ہوتی تھی۔ آنحضرت نے ۶۲۰ء میں شاہانِ عالم کو جو مراسلے تحریر فرمائے، ابو بکر صدیق نے اپنی دور اندیشی و دانش مندی اور صرف تین چار ہزار فوج سے اپنے آقا کی آرزوؤں کو امر واقعہ بنا دیا۔ اگر مسلمانوں میں حضرت ابو بکر جیسے ایک درجن اور مسلمان ہوتے جو عمر میں ابو بکرؓ سے کم ہوتے مگر ان جیسی اہلیتوں کے مالک ہوتے تو فرامین رسالت تمام و کمال پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتے۔"

(HISTORY OF THE WORLD)

آپ کی صاحبزادی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : "کہ جب میرے والد کو اطلاع ملی کہ وہ ہجرت کے وقت رسول اللہؐ کے ہمرکاب ہوں گے تو خوشی سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے" اشاعتِ اسلام کے لئے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی چیز ان کے نزدیک کوئی وقعت نہ رکھتی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت :

ریاض النضرۃ فی مناقب عشرہ مبشرہ میں اُسید بن صفوانؓ سے روایت ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا وہ کہتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکر کا انتقال ہوا تو آپ پر ایک چادر ڈال دی گئی پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا "اے ابوبکر اللہ آپ پہ رحمتیں نازل فرمائیں، آپ رسول اللہؐ کے دوست تھے اور سیرت و عادات اور بزرگی میں رسول اللہ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔" اگر آپ نبی اور صدیق کی عادات اور اخلاق پر نظر ڈالیں تو آپ کو ایک عجیب مطابقت نظر آئے گی۔ جب نبی علیہ السلام پر پہلی وحی نازل ہوئی تو گھبرا کر گھر آئے تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ کو تسلّی دی۔ بلاشبہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ فقیروں کی مدد کرتے ہیں۔ آپ مہمان نواز اور حق کی حمایت کرنے والے ہیں اللہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کریں گے۔ اب ذرا صدیق اکبرؓ کے بارے میں ابن الدغنہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں آپ محتاج اور نادار لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور صلہ رحمی فرماتے ہیں مہمان نوازی اور حق کی حمایت کرتے ہیں ہیں۔ غور طلب امر یہ ہے کہ الفاظ کہنے والے افراد مختلف ہیں۔ الفاظ ادا کرنے کا وقت اور زمانہ مختلف ہے جن ہستیوں کے بارے میں یہ بات کہی جا رہی ہے وہ ہستیاں بھی مختلف ہیں لیکن نبی اور صدیق میں مطابقت دیکھئے۔ دونوں کو قرآن اِتّقیٰ کہتا ہے۔ فضلِ الٰہی کا مستحق قرار دیتا ہے۔ لاتحزن کی خوشخبری دیتا ہے دونوں کی وفات ایک دن ہوئی۔ دونوں کی عمر ترسٹھ ۶۳ سال۔ دونوں کی تدفین رات کو ہوئی۔ اور دونوں کی قبر ریاض الجنۃ کہلائی۔ دونوں نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا۔ دونوں کی کوئی میراث تقسیم نہیں ہوئی۔

سیدنا ابوبکر صدیق کو دنیا اور آخرت دونوں میں حضور علیہ السلام کی رفاقت نصیب ہوئی۔ حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ اطراف ممالک میں چند اشخاص بھیج دوں جو لوگوں کو دین کے فرائض اور سنتیں سکھائیں جس طرح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اپنے حواری بھیجے تھے۔ کسی نے کہا آپ حضرت ابوبکر اور عمر کو اس

کام کے لئے کیوں نہیں بھیجتے۔ آپ نے فرمایا ان سے تو مجھے ہر وقت کام رہتا ہے اور بے شک وہ دونوں دین اسلام کے لئے مثل کان اور آنکھ کے ہیں پھر وہ کس طرح مجھ سے جُدا ہو سکتے ہیں (ازالۃ الخفاء)

حضرت انس رضؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے۔ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ نے بیشک اھل جنّت عالی درجہ لوگوں کو ایسے ہی دیکھیں گے جیسا کہ تم افق آسمان پر ستاروں کو چمکتے ہوئے دیکھتے ہو اور بے شک ابوبکر و عمر ان میں سے ہیں (مشکوٰۃ) حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خُدا نے فرمایا میرے بعد میری اُمت میں سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہیں (صواعق محرقہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے نبی کریم نے فرمایا میرے بعد خلافت پر قائم ہونے والا جنّت میں جائے گا اس کے بعد جو خلیفہ بنے گا وہ بھی جنّت میں جائے گا اسی طرح تیسرا اور چوتھا بھی جنّتی ہے۔ (ابن عساکر)

وفات: رسول اللہ کے بعد دنیا کا سب سے بڑا انسان دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کے فراق کا صدمہ آپ سے برداشت نہیں ہوا۔ ہر روز لاغر اور نحیف ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ سفرِ آخرت اختیار کر لیا۔ وفات سے قبل حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا کہ نبی پاک کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ عرض کیا تین کپڑوں میں ——— ارشاد فرمایا، میرے کفن میں بھی تین کپڑے ہوں یہ دو چادریں جو میرے بدن پر ہیں دھولی جائیں اور ایک کپڑا بنا لیا جائے۔ حضرت صدیقہ رضؓ نے کہا ابا جان ہم اس قدر غریب نہیں ہیں کہ نیا کفن بھی نہ خرید سکیں۔ فرمایا: بیٹی نئے کپڑے کی مُردے کی نسبت زندوں کو زیادہ ضرورت ہے۔ موت کی گھڑی لمحہ بہ لمحہ قریب آ رہی تھی، حضرت عائشہ رضؓ اس ڈوبتے ہوئے چاند کے سرہانے بیٹھی تھیں اور آنسو بہا رہی تھیں حضرت عائشہ رضؓ نے یہ شعر پڑھا: "بہت سی نُورانی صُورتیں ہیں جن سے بادل بھی پانی مانگتے تھے وہ یتیموں کے فریادرس تھے اور بیواؤں کے پشت پناہ تھے" یہ سُن کر آپ نے آنکھیں کھول دیں ——— اور فرمایا:

"میری بیٹی! یہ رسول اللہ کی شان تھی۔ حضرت عائشہ نے دُوسرا شعر پڑھا" قسم ہے تیری عمر کی جب موت کی ہچکی لگ جاتی ہے تو پھر زر و مال کام نہیں دیتا"۔ فرمایا: یہ نہیں اسطرح کہو: "موت کی بے ہوشی کا صحیح وقت آگیا یہ وہ ساعت ہے جس سے تم بھاگتے تھے۔"

پاک زندگی کا خاتمہ اس کلام پر ہوا۔ ربّ توفّنی مُسلماً وّالحقنی بالصّالحین (الآیہ)